وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۝ (الاسراء:79)

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھو یہ خاص تمہارے لیے نفل ہے

نوافل کی شرعی حیثیت

تالیف و تحقیق

علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی

نوافل کی جماعت مکروہ ہے:

نفل کے معنی اضافی اور زائد کے ہیں اصطلاح شرح میں فرائض وواجبات اور سنن مؤکدہ کے علاوہ دیگر عبادات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔اذان اور جماعت چونکہ فرائض کے ساتھ خاص ہیں اس لئے غیر فرض کو اعلان اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا شریعت اسلامیہ میں ناپسندیدہ عمل ہے۔تراویح اور رمضان میں وتر کی جماعت اپنے مخصوص احکام کے باعث اس سے مستثنیٰ ہیں۔

صلوٰۃ التسبیح اور دیگر تمام نفلی عبادات بجائے اعلان واشتہار کے تنہا خفیہ اور گھروں میں ادا کی جانی چاہئے تا کہ ان کے اصل مقصود یعنی قرب الٰہی کے

حصول کی صورت میسر آسکے۔

ہمارے ائمہ احناف اور فقہائے عظام نے نوافل کی جماعت اور اس کے لئے اعلان اور اشتہار بازی کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے، بغیر دعوت و اعلان کے دو یا تین افراد امام کے ساتھ اگر نوافل با جماعت پڑھ لیں تو جائز ہے۔

آیئے فقہائے کرام اور ائمہ ملت کے ارشادات کی روشنی میں اس مسئلے کا جائزہ لیتے ہیں:

1. الامام، الحافظ، المجتہد الربانی، محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۹ھ) فرماتے ہیں:

قلت: وتری فی کسوف القمر صلاۃ؟ قال: نعم، الصلاۃ فیہ حسنۃ۔ قلت: فہل یصلون جماعۃ کما یصلون فی کسوف الشمس؟ قال: لا، قلت: فہل تذکرہ الصلاۃ فی التطوع جماعۃ ما خلا قیام رمضان و صلاۃ لسوف الشمس؟ قال: نعم۔ ولا ینبغی ان یصلی فی کسوف الشمس جماعۃ الا الامام الذی یصلی الجمعۃ، فاما ان یصلی الناس فی مساجدھم جماعۃ فانی لا احب ذلک، ولیصلوا وحدانا۔ (۱۴۲)

ترجمہ: میں نے حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ کے نزدیک چاند گرہن کی نماز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں

ایسے میں نماز پڑھنا اچھا ہے۔ میں نے پوچھا کیا سورج گرہن کی نماز کی طرح جماعت سے پڑھی جائے؟ آپ نے فرمایا نہیں، میں نے پوچھا کیا آپ تراویح اور سورج گرہن کے علاوہ نفل نمازوں کی جماعت کو مکروہ سمجھتے ہیں تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں۔ اور مناسب نہیں کہ سورج گرہن کی نماز سوائے امام جمعہ کے کوئی اور پڑھائے مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ لوگ اس نماز کو اپنی مساجد میں جماعت سے پڑھیں، اور اگر ایسا ہو تو چاہئے کہ الگ الگ ادا کریں۔

2۔امام اجل فقیہ بے بدل شمس الائمہ ابوبکر محمد بن ابی سہل السرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والاصل فی التطوعات ترك الجماعة فیها ما خلا قیام رمضان لاتفاق الصحابة علیه وکسوف الشمس لورود الاثر به۔ ألاتری ان ما یؤدی بالجماعة من الصلٰوة یؤذن لها ویقام ولا یوذن للتطوعات ولا یقام فدل أنها لاتؤدی بالجماعة...(١٤٣)

ترجمہ: نوافل کی اصل یہ ہے کہ اس میں جماعت کو ترک کیا جائے سوائے تراویح کی نماز کے کیونکہ اس پر صحابہ کا اتفاق ہے اور نماز کسوف (سورج گرہن) کے کیونکہ اس کے بارے میں اقوال صحابہ

وارد ہوئے ہیں۔

حضرت شمس الائمہ مزید رقم طراز ہیں:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تراویح سنت کے مطابق بیس رکعت ادا کی جائے اور بقیہ رکعات (اگر کوئی اضافی پڑھے) تو چار رکعات دو سلاموں کے ساتھ انفرادی طور پر پڑھے یہی ہمارا مذہب ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تمام رکعات جماعت کے ساتھ پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، اس بنا پر کہ نوافل باجماعت پڑھنا ان کے نزدیک مستحب ہے و ھوا یکرہ عندنا۔ اور نوافل کی جماعت ہمارے (یعنی احناف) کے نزدیک مکروہ ہے۔

ولنا: ان الاصل فی النوافل الاخفاء فیجب صیانتھا عن الاشھار ماأمکن و فیما قالہ الخصم اشھار فلا یعمل بہ بخلاف الفرائض لان مبناھا علی الاعلان و الأ شھار و فی الجماعۃ اشھار فکان احق۔ یوضح ما قلنا ان الجماعۃ لو کانت مستحبۃ فی حق النوافل لفعلہ المجتھدون القائمون باللیل، لان کل صلوٰۃ جوزت علی وجہ الانفراد و بالجماعۃ

كانت الجماعة فيها افضل، ولم ينقل أداؤها بالجماعة فى عصره صلى الله عليه وسلم و لافى زمن الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين ولا فى زمن غيرهم من التابعين، فالقول بها مخالف للأمة أجمع وهٰذا باطل۔ (۱۴۴)

ترجمہ: ہمارا موقف یہ ہے کہ نوافل کی بنیاد اخفاء (پوشیدگی) پر ہے، لہٰذا اسے اظہار واشتہار سے ہر ممکن طور پر بچانا واجب ہے، اور وہ جو قول مخالف اس بارے میں اظہار کا ہے اس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس میں فرائض کی مخالفت ہے کیونکہ فرائض کی بنیاد اعلان و اظہار پر ہے اور جماعت میں اظہار کو پہلو ہے اور فرائض اس کے زیادہ مستحق ہیں۔

ہماری بات سے واضح ہوا کہ اگر نوافل کی جماعت مستحب ہوتی تو شب زندہ دار مجتہدین اس کا اہتمام کرتے کیونکہ ہر وہ نماز جس میں جماعت اور انفرادیت دونوں جائز ہوں اسے جماعت سے ادا کیا جانا افضل ہے حالانکہ ایسی کوئی روایت نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اس نماز کو با جماعت ادا کیا گیا ہو نہ ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ان کے علاوہ تابعین کے عہد میں ایسا ہوا لہٰذا نوافل کی جماعت والا قول اجماع امت کے خلاف ہونے

کے باعث باطل ہے۔

3۔امام الاکمل امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولا یصلی التطوع بجماعۃ الا فی شھر رمضان و عن شمس الائمہ سرخسی: ان التطوع بالجماعۃ انما یکرہ اذا کان علی سبیل التداعی، اما لو اقتدیٰ واحد او اثنان بواحد لایکرہ۔ و اذا اقتدیٰ ثلثۃ بواحد اختلف فیہ۔ وان اقتدیٰ اربعۃ بواخد کرہ اتفاقا۔

الاقتداء فی الوتر خارج رمضان یکرہ و ذکر القدوری لایکرہ۔ و اصل ھذا ان التطوع بالجماعۃ اذا کان علی سبیل التداعی یکرہ فی الاصل للصدر الشھید رحمہ اللہ۔ امام اذا صلوا بجماعۃ بغیر اذان و اقامۃ فی ناحیۃ المسجد لایکرہ۔ وقال شمس الائمہ الحلوانی علیہ الرحمہ:ان کان سویٰ الامام ثلاثۃ لایکرہ بالاتفاق و فی الاربع اختلف المشائخ والاصح انہ لایکرہ۔(۱۴۵)

ترجمہ: نماز نفل سوائے رمضان (تراویح) کے باجماعت ادا نہ کی

جائے۔امام سرخسی سے منقول ہے نوافل کی جماعت اگر اعلان و اشتہار سے ہو تو مکروہ ہے البتہ ایک یا دو مقتدی اگر ایک شخص کے پیچھے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں، اور اگر تین افراد ایک کی اقتدا کریں تو اس میں اختلاف ہے۔*

اور اگر چار افراد ایک امام کے پیچھے پڑھیں تو بالاتفاق مکروہ ہے۔رمضان المبارک کے علاوہ وتر کی جماعت بھی مکروہ ہے۔امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں اس کی اصل یہ ہے کہ نوافل کی جماعت اگر (تداعی) اعلان و اشتہار سے ہو تو مکروہ ہے۔

---

* خلاصۃ الفتاویٰ کی مندرجہ بالا عبارت سہو کا شکار ہوئی ہے اور ہماری رائے میں یہ تصحیح طلب ہے یہاں "لا" زائد ہے یعنی "یکرہ بالاتفاق" کی بجائے "لا یکرہ" لکھ دیا گیا ہے۔ہماری رائے کی تائید فقہ حنفی کی اہم اور معتبر ترین کتب سے بھی ہوتی ہے۔مثلاً "البحر الرائق" (۳۸۲/۲) میں شمس الائمہ حلوانی کا یہ قول "والاصح أنہ یکرہ" کے الفاظ سے منقول ہے جبکہ فتاویٰ عالمگیری میں شمس الائمہ حلوانی کے الفاظ "والاصح انہ یکرہ" نقل کرنے کے بعد "ھکذا فی الخلاصۃ" بھی لکھا گیا ہے یعنی فتاویٰ عالمگیری میں "خلاصۃ الفتاویٰ" کی یہ عبارت "لا" کے بغیر ہے۔شمس الائمہ حلوانی کا یہی قول "مراقی الفلاح مع حاشیہ طحطاوی" (ص۱۵۶) میں "انہ یکرہ" کے الفاظ سے منقول ہے۔فقہ حنفی کی تمام امہات الکتب میں چار افراد کی نفل نماز میں ایک امام کے پیچھے اقتداء کو بالاتفاق مکروہ لکھا گیا ہے۔جیسا کہ شمس الائمہ سرخسی اور شمس الائمہ کردری کے اقوال مذکور ہوئے ہیں۔لہذا داخلی و خارجی قرائن سے یہ شہادت ملتی ہے کہ خلاصۃ الفتاویٰ (مطبوعہ، مکتبہ حبیبیہ، کوئٹہ) کے اس نسخہ میں کتابت کی غلطی نے اثبات کو نفی میں بدل دیا ہے۔(واللہ اعلم بالصواب۔مجددی۔۱۲)

کتاب الاصل، للصدر الشہید علیہ الرحمۃ میں ہے: البتہ اگر بغیر اذان و اقامت (اعلان واشتہار) کے مسجد کے ایک کونے میں جماعت سے پڑھیں تو مکروہ نہیں۔

امام شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اگر امام کے علاوہ تین افراد ہوں تو بالاتفاق مکروہ نہیں اور چار میں مشائخ کا اختلاف ہے جبکہ صحیح یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔

4۔حضرت امام ابوبکر الکاسانی (م ۵۸۷ھ) حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرائض و نوافل کے مابین فرق بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ایک اور فرق یہ ہے کہ نفل سوائے رمضان المبارک کے دوسرے ایام میں باجماعت ادا کرنا جائز نہیں ہے جبکہ فرض نمازوں میں جماعت ''واجب'' ہے یا سنت مؤکدہ اس لئے کہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

صَلَاۃُ الْمَرْءِ فِي بَیْتِہٖ اَفْضَلُ مِن صَلَاتِہٖ فِي مَسجِدِہٖ اِلَّا الْمَکتُوبَہ۔

ترجمہ: فرض نمازوں کے علاوہ باقی تمام نمازیں مرد کے لئے گھر میں ادا کرنا مسجد میں ادا کرنے سے افضل ہے۔

نیز مروی ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی دو رکعات اپنے گھر میں ادا فرماتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کی طرف نکلتے تھے۔

علاوہ ازیں اس لئے بھی کہ جماعت شعائر اسلام میں سے ہے لہذا وہ فرائض وواجبات کے ساتھ مخصوص ہوگی، نہ کہ نوافل کے ساتھ، رہا نماز تراویح کو باجماعت ادا کرنے کا مسنون ہونا تو وہ اس لئے کہ انہیں جماعت سے پڑھنے کا طریقہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کے اجماع سے معلوم ہوا ہے۔(۱۴۶)

5. امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح کے حاشیہ میں ہے:

ان النفس التراويح سنة اداؤ ها بجماعة مستحب۔
قال: فی البدائع:اذا صلو التراويح ثم ارادوا ان يصلوها ثانيًا يصلون
فرادى لا بجماعة، لان الثانية تطوع مطلق، والتطوع المطلق بجماعة مكروه۔(۱۴۷)

ترجمہ: تراویح بذات خود سنت ہے اور اسے باجماعت ادا کرنا مستحب ہے۔

صاحب ''بدائع الصنائع'' کہتے ہیں:

جب تراویح کی نماز ادا کر چکیں اور پھر دوبارہ پڑھنا چاہیں تو انفرادی طور پر ادا کریں نہ کہ باجماعت کیونکہ دوسری بار پڑھنا نفل مطلق ہے اور نوافل مطلق کو باجماعت پڑھنا مکروہ ہے۔

6.امام عبدالرحمٰن بن شیخ محمد بن سلیمان شیخ زادہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(یوتر) ای یصلی الوتر (بجماعة فی رمضان فقط) لانعقاد الاجماع علیه کما فی الهدایة وفیه اشارة الی انه لایوتر بجماعة فی غیر شهر رمضان لانه نفل من وجه و الجماعة فی النفل فی غیر رمضان مکروه (۱۴۸)

ترجمہ: یعنی وتر کی نماز صرف رمضان میں با جماعت ادا کرے کیونکہ اس پر اجماع واقع ہو چکا ہے جیسا کہ ''ہدایہ'' میں ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ رمضان کے علاوہ وتر جماعت سے نہ پڑھے کیونکہ یہ ایک اعتبار سے نفل ہیں اور نفل کی جماعت رمضان (تراویح) کے علاوہ مکروہ ہے۔

7.علامہ امام زین الدین ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یکره الاقتداء فی صلاة الرغائب وصلاة البراءة ولیلة القدر الا اذا قال :نذرت کذا رکعة بهذا الامام بالجماعة، کذا فی البزازیة (۱۴۹)

ترجمہ: رجب، شب برأت اور لیلۃ القدر کی نفل نمازیں جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے سوائے اس کے کہ کسی امام کی اقتدا میں کچھ رکعتیں پڑھنے کی نذر مان کر کہے کہ میں اس امام کے پیچھے اتنی رکعات

پڑھوں گا۔ فتاویٰ بزازیہ میں ایسا ہی ہے۔

8. علامہ امام حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وندب احیاء لیالی العشر الاخیر من رمضان واحیاء لیلتی العیدین ولیالی عشر ذی الحجۃ و لیلۃ النصف من شعبان و یکرہ الاجتماع علی احیآءِ لیلۃٍ من ھذہِ اللیالی فی المساجد(۱۵۰)

ترجمہ: رمضان کی آخری دس، عیدین، ذوالحجہ کی پہلی دس اور شب برأت کی راتوں کو زندہ رکھنا مستحب ہے البتہ ان راتوں کو زندہ رکھنے کے لئے مساجد میں اجتماع مکروہ ہے۔

9. علامہ امام ابراہیم حلبی حنفی (م ۹۵۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

واعلم ان النفل بالجماعۃ علی سبیل التداعی مکروہ علی ماتقدم ماعدا التراویح و صلوٰۃ الکسوف و الاستسقاء فعلم ان کلا من صلاۃ الرغائب لیلۃ اول جمعۃ من رجب، و صلوٰۃ البراءۃ لیلۃ النصف من شعبان و صلوٰۃ القدر لیلۃ السابع و العشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروھۃ۔

قال حافظ الدین البزازی: ان شرعا فی نفل فافسداہ و اقتدی احدھما بالاخر فی القضاء لایجوز

لا ختلاف السبب، و کذا اقتداء الناذر بالناذر لا یجوز و عن هذا کره الاقتداء فی صلاة الرغائب وصلٰوة البراءة و لیلة القدر ولو بعد النذر الا اذا قال: نذرت کذا رکعة بهذا الامام بالجماعة لعدم امکان الخروج عن العهدة الا بالجماعة و لا ینبغی ان یتکلف لالتزام مالم یکن فی الصدر الاول کل هذا التکلف لاقامة امر مکره و هو اداء النفل بالجماعة علی سبیل التداعی (۱۵۱)

ترجمہ: جان لو! نفل کی جماعت اعلان واشتہار کے ساتھ مکروہ ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا، ماسوائے تراویح، نماز کسوف اور استسقاء کی نماز کے۔ معلوم ہوا کہ صلاۃ الرغائب (رجب کے پہلے جمعہ کی رات کی نماز) اور صلٰوۃ البرأۃ، نصف شعبان کی رات اور شب قدر یعنی ستائیس رمضان المبارک کی رات والی نمازوں کو جماعت سے ادا کرنا ناپسندیدہ بدعت ہے۔

10. حضرت حافظ الدین البزازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر دو افراد نفل شروع کر دیں اور وہ فاسد ہو جائیں، پھر دونوں ان نوافل کی ادائیگی کے لئے ایک دوسرے کی اقتدا کریں تو یہ اسباب (فساد) کے مختلف ہونے کی وجہ سے جائز نہیں۔ ایسے ہی دو نذر (منت) ماننے والوں کی جماعت

جائز نہیں۔ علیٰ ھذا القیاس اسی کلیہ کے تحت رجب، شعبان اور لیلۃ القدر (رمضان) کی نمازیں باجماعت جائز نہیں ہیں اگر چہ نذر ہی کیوں نہ مانی ہو۔ سوائے اس کے کہ کسی نے یوں کہا:

میں نذر مانتا ہوں کہ فلاں امام کے پیچھے باجماعت اتنی رکعتیں پڑھوں گا، یہ اس لئے کہ وہ بغیر جماعت میں شمولیت کے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ یہ مناسب نہیں کہ ایک ایسے عمل کے لئے اتنا اہتمام والتزام کیا جائے جو ابتدائے اسلام میں موجود نہیں تھا۔ یہ سارا اہتمام ایک مکروہ عمل کے لئے ہوتا ہے اور وہ ہے نوافل کو اعلان واشتہار کے ساتھ باجماعت ادا کرنا۔

امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلے کی نزاکت کے پیش نظر انتہائی اہم اور فیصلہ کن بات ارشاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

فلو ترك امثال هذه الصلوات تارك ليعلم الناس انه ليس من الشعائر لحسن، انتهى۔ (۱۵۲)

ترجمہ: اگر کوئی ذمہ دار شخص ایسی نفل نمازوں کو بطور تعلیم ترک کرے تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہیں تو یہ بہت اچھا ہے۔

11. فقہ حنفی کی نہایت اہم کتاب ''فتاویٰ عالمگیری'' میں لکھا ہے۔

التطوع بالجماعة اذا كان علىٰ سبيل التداعى يكره۔ (۱۵۳)

ترجمہ: نوافل کی جماعت اگر دعوت و اعلان کے ساتھ ہو تو مکروہ ہے۔

12. فقیہ جلیل علامہ سید احمد الطحطاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و الجماعة فی النفل فی غیر التراویح مکروهة، فالا حتیاط تر کها فی الوتر خارج رمضان۔ (۱۵۴)

ترجمہ: تراویح کے علاوہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت بھی احتیاطاً نہیں کرنی چاہیے۔

13. حضرت مجدد الف ثانی کا دوٹوک موقف

حضرت امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی اہمیت اور نزاکت کے پیش نظر اپنے ایک خلیفہ سید انبیاء سارنگپوری کے نام مفصل اور جامع مکتوب شریف صادر فرمایا آپ فرماتے ہیں:

بسید انبیا سارنگپوری صدور یافته درمنع ازا دائے صلوٰۃ نوافل بجماعت مانند نماز عاشورا وشب قدر و شب برأت وغیر ها ومایناسب ذالك۔

باید دانست که اکثر مردم از خواص و عوام درین زمان در ادائے نوافل اهتمام تمام دارند و در مکتوبات مساهلات مینمایند و مراعات سنن و مستحبات رادر انها کمتر میکنند، نوافل را

عزیز می دارند و فرائض را ذلیل و خوار، کم است که فرائض را در اوقات مستحبه ادا نمایند۔ ودر تکثیر جماعت مسنونه بلکه نفس جمعة تقیدے ندارند و به تکاسل و تساهل ادا نفس فرائض را غنیمت می شمارند۔ و روز عاشوراء و شب برأت و شب بست و هفتم ماه رجب و اول شب جمعه از ماه مذکور که آن را لیلة الرغائب نام نهاده اند کمال اهتمام را مرعی داشته بجمعیت تمام نوافل را جماعت میگذارند و آنرا نیك ومستحسن مے پندارند ونمید که این از تسویلات شیطان است که سیئات را بصورت حسنات مینماید۔

شیخ الاسلام مولانا عصام الدین هروی در حاشیه شرح وقایه می فرماید که:

تطوع به جماعت و ترك فرض بجماعت از حبائل شیطان است بدانکه نوافل را بجمعیت تمام گزاردن از بدعت هائے مذمومه و مکروهه است۔ ازاں بدعت هائے است که حضرت رسالت خاتمیت علیه من الصلوات افضل هاو من

التسلیمات

اکملها درشان آن فرموده است :من احدث فی

دیننا هذا فهورد۔(۱۵۵)